پروفیسر محمد صدیق

حکیم محمد موسیٰ امرتسری

متحدہ پنجاب کے جن گھرانوں نے علمِ طب میں شہرت پائی ان میں ایک گھرانہ امرتسر کے ممتاز طبیب فقیر محمد چشتی نظامی (وفات ۱۹۵۲ء) کا ہے۔ حکیم صاحب مرحوم کو طبابت کے علاوہ علم و ادب اور سلوک و تصوف سے بھی لگاؤ تھا۔ وہ مریض کو دوا دے کر اللہ کے حضور اس کے لیے دعا بھی کرتے تھے۔ درویش منش عالم، حکیم محمد موسیٰ انہی کے صاحب زادے ہیں جو ۲۷ اگست ۱۹۲۷ء کو امرتسر میں پیدا ہوئے۔

حکیم محمد موسیٰ نے قرآن مجید قاری فضل کریم سے پڑھا۔ ابتدائی تعلیم امرتسر کے مدرسہ نعمانیہ میں مفتی عبدالرحمٰن ہزاروی سے حاصل کی۔ بعد ازاں امرتسر کے ایک نامور عالم مولانا محمد عالم آسی کے حلقۂ شاگردی میں داخل ہوئے۔ علم طب کی تحصیل اپنے والدِ ماجد سے کی۔ بعض دیگر حضرات سے بھی استفادہ کیا۔

حکیم محمد موسیٰ اپنے دور کے مشہور طبیب بھی ہیں اور صاحبِ تحقیق عالم و مصنف بھی — ! تاریخ و تذکرہ، اسلامیات اور تصوف وغیرہ علوم سے انھیں گہری دلچسپی ہے اور عربی، فارسی، اردو اور پنجابی زبان و ادبیات سے تعلق خاطر — ! حافظے کی نعمت سے بھی اللہ نے ان کو نوازا ہے۔

ان کی ذاتی لائبریری، متعدد موضوعات کی بہت سی نادر و نایاب کتابوں پر مشتمل ہے۔ وہ بنیادی طور پر سکالر ہیں اور طبابت ان کا آبائی پیشہ ہے۔ اس پیشے سے وہ اس لیے بھی منسلک ہیں کہ سکون و اطمینان کے ساتھ معاشی سلسلہ چلتا رہے اور وہ اپنے آپ کو تحقیق و مطالعے کے لیے وقف کیے رکھیں۔ علم حاصل کرنا اور اور اس کی نشر و اشاعت میں مشغول رہنا ان کی زندگی کا

نصب العین ہے۔

اطمینان سے زندگی بسر کرنے کے لیے دولتِ قناعت کا ہونا بھی ضروری ہے اور حکیم صاحب اس دولت سے مالا مال ہیں۔ قناعت سے زندگی میں سادگی اور اعتدال پیدا ہوتا ہے اور خواہشات کا دامن سمٹتا ہے۔ حکیم صاحب موصوف کو اللہ نے یہ نعمت عطا فرمائی ہے۔

وہ عام طور پر پنجابی میں بات کرتے ہیں اور اپنے آپ کو خوش رکھتے ہیں۔ بناوٹ اور تکلف سے انھیں کوئی علاقہ نہیں۔ ان کے ہاں اہلِ علم کا مجمع رہتا ہے، جس میں ہر موضوع پر گفتگو ہوتی ہے اور وہ اپنے انداز سے اس گفتگو میں حصہ لیتے ہیں۔ شائقینِ علم کو اپنے مطلب کی بہت سی چیزیں ان سے مل جاتی ہیں۔

حکیم صاحب بڑے مہمان نواز بھی ہیں۔ مہمانوں اور دوستوں کی خاطر تواضع کرنا انھوں نے اپنے آپ پر ضروری قرار دے رکھا ہے۔ وہ وضعدار قسم کے عالم اور قدیم روایات کے حامل بزرگ ہیں۔

تبصرہ نگاری ایک مشکل فن اور نازک مسئلہ ہے۔ بالعموم یہ ہوتا ہے کہ مبصرین پوری کتاب نہیں پڑھتے۔ اس کا دیباچہ پڑھ کر یا اِدھر اُدھر کے چند ابتدائی صفحات دیکھ کر تبصرہ تحریر کر دیتے ہیں۔ مگر حکیم محمد موسیٰ کی یہ عادت نہیں ہے۔ وہ پوری کتاب پڑھنے کے بعد اس کے متعلق اپنی رائے کا اظہار کرتے ہیں۔ ان کے تبصرے سے کتاب کی مکمل تصویر سامنے آجاتی ہے۔ ان کے تبصرے بجائے خود کتاب کے موضوع کے متعلق ایک مقالے کی شکل اختیار کر جاتے ہیں۔ وہ تبصرے میں زبان و بیان کی صفائی، سلاست اور ادبی چاشنی کا خاص خیال رکھتے ہیں۔ اس سلسلے میں وہ مصنف سے دوستی اور تعلق کو نہیں بلکہ کتاب کے مواد، موضوع اور اسلوبِ نگارش کو پیشِ نگاہ رکھتے ہیں۔

پہلے وہ اپنے اصلی نام سے تبصرے لکھتے تھے، پھر احباب کی ناراضی کی بنا پر "آثم" کے قلمی نام سے لکھنے لگے۔ "حکیم" کے نام سے بھی وہ تبصرے کرتے رہے۔ مختلف رسائل و جرائد میں اب تک ایک سو سے زائد کتابوں پر ان کے تبصرے شائع ہو چکے ہیں۔ اسی طرح مختلف مصنفین و مؤلفین کی کم و بیش سو تصانیف پر وہ تقریظیں اور مقدمے سپردِ قلم کر چکے ہیں۔

ملک کے متعدد رسائل و جرائد میں اُنھوں نے جو مضامین و مقالات لکھے، ان کی تعداد سوا سو کے قریب ہوگی۔ اب تک ان کی پانچ کتابیں معرضِ اشاعت میں آچکی ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ اذکارِ جمیل :۔ حالات و سوانح سید برکت علی شاہ خلجیانوی۔

۲۔ مولانا غلام محمد ترنمؔ امرتسری :۔ احوال و آثار۔

۳۔ ذکرِ مغفور :۔ سوانح سیّد مغفور القادری۔

۴۔ سوانح مولانا نور احمد امرتسری۔

۵۔ تذکرہ مشاہیر امرتسر۔

کتابیں خریدنا اور ان کا مطالعہ کرنا حکیم صاحب کا محبوب مشغلہ ہے۔ جہاں اپنے ذوق کی کتاب دیکھی، جس قیمت پر ملی، خریدلی۔ تقریباً پچاس برس سے وہ کتابیں جمع کر رہے ہیں۔

کچھ عرصہ پیشتر اُنھوں نے اپنا ذخیرۂ کتب پنجاب یونیورسٹی لائبریری (لاہور) کے سپرد کردینے کا فیصلہ کیا تھا۔ مادیت کے اس دور میں ہر شخص روپے کے پیچھے دوڑ رہا ہے۔ مگر اس مردِ قلندر نے اس انداز میں کبھی سوچا ہی نہیں۔

ہم بڑے بڑے خوش حال اور نامور حضرات کو اپنے کتب خانے فروخت کرتے ہوئے دیکھتے ہیں، لیکن حکیم صاحب کا مزاج ان سے بالکل مختلف ہے۔ اگر وہ چاہتے تو ان کا کتب خانہ بہت اچھی رقم میں فروخت ہو جاتا اور لاہور، اسلام آباد اور کراچی کے تحقیقی کتب خانوں کے اربابِ انتظام ان کو معقول رقم پیش کر دیتے، مگر ان کا ذہن اس طرف منتقل ہی نہیں ہوا۔

کتب خانے کے سلسلے میں جب خط و کتابت کے ذریعے پنجاب یونیورسٹی لائبریری کے چیف لائبریرین سے تمام معاملات طے ہو چکے تو لائبریری کے ڈپٹی چیف لائبریرین سید جمیل احمد رضوی تشریف لائے جو تقریباً تین مہینے تک حکیم صاحب کے کتب خانے کی تشریحی فہرست تیار کرتے رہے۔ جب فہرست تیار ہوگئی تو ۲۴۔ دسمبر ۱۹۸۷ء کو پانچ ہزار تین سو پچھتر کتابوں پر مشتمل یہ ذخیرہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری کے حوالے کر دیا گیا۔ اس کے بعد بھی یہ صورتِ حال ہے کہ جو کتابیں وہ خریدتے ہیں، لائبریری میں بھجوا دیتے ہیں۔ سیّد جمیل احمد رضوی نے ۱۷۔ اکتوبر ۱۹۹۱ء کو حکیم صاحب کے نام جو مکتوب تحریر کیا، اس کا ایک اقتباس ملاحظہ ہو۔

" اب تک اس ذخیرے میں کل کتب کی تعداد پانچ ہزار نو سو پچاسی ہے"۔
" ہم تہہ دل سے ممنون ہیں کہ آپ اپنے ذخیرۂ کتب کے لیے کتابیں بھجواتے رہتے ہیں۔ اس طرح اس میں برابر اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ آپ کو یہ جان کر خوشی ہوگی کہ تحقیق کرنے والے اساتذہ اور طلبا اس ذخیرے سے برابر استفادہ کرتے ہیں۔ دیگر محققین بھی اس سے مستفید ہوتے ہیں۔ اس طرح یہ ذخیرۂ کتب علم کا نور پھیلانے میں ممد و معاون ثابت ہو رہا ہے۔ کتاب کی خوشبو پھیل رہی ہے اور پڑھنے والوں کے اذہان روشن و معطر ہو رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے۔"

حکیم محمد موسیٰ صاحب کا یہ صدقہ جاریہ ہے، جس کا اجر انھیں بارگاہِ الٰہی سے ہمیشہ ملتا رہے گا۔ استفادہ کرنے والے اہلِ علم اس کتب خانے سے استفادہ کرتے رہیں گے اور اس کا اجر حکیم صاحب کے نامۂ اعمال میں جمع ہوتا رہے گا۔